قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 24 اپریل 2021ء | 11 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 98

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ء سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرمائے گا قیامت کے دن: ’’اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری خبر نہ لی؟‘‘ وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیری کیونکر خبر لیتا تو تو مالک ہے سارے جہاں کا۔ پروردگار فرمائے گا: ’’تجھ کو معلوم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی خبر نہ لی۔ اگر تو اس کی خبر لیتا، تو مجھ کو پاتا اس کے نزدیک۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

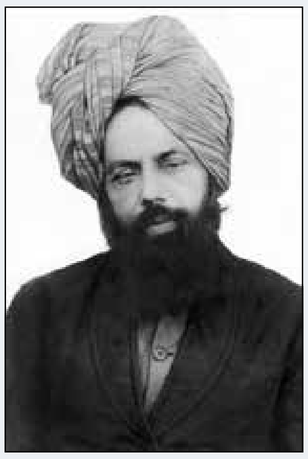

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔حق اللہ میں بھی امراء کو دقّت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں ۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصّہ نہیں لے سکتے۔غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا، لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جائیں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 368 ایڈیشن----)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا

(النساء: ۳۷)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا (سورۃ الدھر: ۹)۔ اور وہ کھانے کو، اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں ۔

اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو اپنی ضروریات ہوتی ہیں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں، آپ بھوکے رہتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں۔ تھڑدلی کا مظاہرہ نہیں کرتے کہ جو دے رہے ہیں وہ اس کو جس کو دیا جارہا ہے اس کی ضرورت بھی پوری نہ کر سکے، اس کی بھوک بھی نہ مٹا سکے۔ بلکہ جس حد تک ممکن ہو مدد کرتے ہیں اور یہ سب کچھ نیکی کمانے کے لئے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتے ہیں۔ کسی قسم کا احسان جتانے کے لئے نہیں کرتے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ چیز دیتے ہیں جس کی ان کو ضرورت ہے یعنی اس دینے والے کو جس کی ضرورت ہے جس کو وہ خود اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ ذہن میں رکھتے ہیں کہ اللہ کی خاطر وہی دو جس کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ یہ نہیں کہ جس طرح بعض لوگ اپنے کسی ضرورتمند بھائی کی مدد کرتے ہیں تو احسان جتا کے کر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسی عجیب فطرت کے ہیں کہ تحفے بھی اگر دیتے ہیں تو اپنی استعمال شدہ چیزوں بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- پریشان روحوں کی راحت خلافت (منظوم)
- اسلام اور مسلمان
- روحانی اور جسمانی برکات سمیٹے ہوئے ایک ماہ کا مہمان رمضان المبارک
- سیکرٹری برڈ

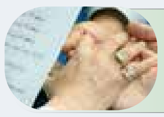

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ’’اَلْھُدیٰ‘‘ میں بادشاہوں اور مختلف طبقوں کو مخاطب کر کے توجہ دلائی ہے…

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اپنے علماء کا حال دیکھ کر اُنہیں نظر آرہا ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو ہیں یہ قول وفعل کا تضاد رکھتے ہیں۔ اُن کی علمی حالت ایسی نہیں کہ غیر مذاہب کے اعتراضات کا جواب دے سکیں بلکہ دفاع تو ایک طرف رہا بعض دفعہ مداہنت دکھا جاتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ اِن لوگوں سے بحث کی ضرورت نہیں اور یہ غیر اسلامی بات ہے۔ خاص طور پر عرب ممالک میں رہنے والے جو ہیں وہ تو اب اکثر جان گئے ہیں۔ جن لوگوں کا ایم۔ ٹی۔ اے سے رابطہ ہوگیا ہے، تعلق جُڑ گیا ہے چاہے اُنہوں نے احمدیت قبول کی ہے یا نہیں کی، عیسائی پادریوں کے اعتراضات کے جوابات جس طرح ٹھوس طور پر لاجواب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے علماء دیتے ہیں اُن کے علاوہ اور کوئی اُن کو دینے والا نظر ہی نہیں آتا۔ اُن کے علماء تو اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کئی خطوط آتے ہیں کہ ہم اسلام پر اعتراضات سُن سُن کر بے چین ہوتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہماری اس بے چینی کو دور کرے اور ہمیں اسلام کی شان و شوکت دکھائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرتے ہوئے ہمیں ایک دن اتفاق سے ایم۔ ٹی۔ اے دکھا دیا اور احمدی علماء نے جس طرح اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے مدلّل جواب دیئے ہیں اور اُنہیں جواب دے کر چُپ کرایا ہے ہمارے بھی سر فخر سے اونچے ہو گئے ہیں اور ہمیں بھی سکون کا سانس آیا ہے۔

بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا کسی وقت ان واقعات اور احساسات کا بھی ذکر کروں گا جو لوگوں کے آتے ہیں۔ اس وقت جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ’’اَلْھُدیٰ‘‘ میں جو بادشاہوں اور مختلف طبقوں کو مخاطب کر کے توجہ دلائی ہے یا اُن کا حال پیش فرمایا ہے اُس میں سے کچھ حصے پیش کرتا ہوں۔ اُس زمانے میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اور نیک لوگ سرخ گندھک کی مانند ہو گئے ہیں (نیکی بالکل نایاب ہو گئی ہے)۔ ان میں نہ تو اخلاقِ اسلام رہے ہیں اور نہ بزرگوں کی سی ہمدردی رہ گئی ہے۔ کسی سے بُرا آنے سے باز نہیں آتے خواہ کوئی پیارا یار کیوں نہ ہو۔ لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پلاتے ہیں (یعنی تکلیفیں ہی دیتے چلے جاتے ہیں) خواہ کوئی خالص دوست ہی ہو۔ اور دسواں حصہ بھی بدلہ میں نہیں دیتے خواہ بھائی ہو یا باپ یا کوئی اور رشتہ دار ہو اور کسی دوست اور حقیقی بھائی سے بھی سچی محبت نہیں کرتے اور ہمدردوں کی بڑی بھاری ہمدردی کو بھی حقیر سمجھتے ہیں۔ اور محسنوں سے نیکی نہیں کرتے اور لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے خواہ کیسے ہی جان پہچان کے آدمی ہوں۔ اور اپنے رفیقوں کو بھی اپنی چیزیں دینے سے بخل کرتے ہیں بلکہ اگر تم (اپنی نظر دوڑاؤ) دوڑاؤ اپنی آنکھ کو ان میں اور بار بار ان کے منہ کو دیکھو۔ (یعنی اپنی نظر دوڑاؤ اور ان کو دیکھو) تو تم اس قوم کی ہر جماعت کو پاؤ گے فسق اور بد دیانتی اور بے حیائی کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اور ہم اس جگہ تھوڑا سا حال اپنے زمانے کے بادشاہوں اور دوسرے لوگوں کا لکھتے ہیں جو ہوا پرست لوگ ہیں …‘‘۔

پھر آگے بادشاہوں کے حالات میں فرماتے ہیں:۔ یہ عربی میں ہے ساتھ ساتھ اُس کا ترجمہ بھی آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تیرے پر رحم کرے کہ اکثر بادشاہ اس زمانہ کے اور امراء اس زمانہ کے جو بزرگانِ دین اور حامیانِ شرع متین سمجھے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینتِ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں۔ اور شراب اور باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا اُنہیں اور کوئی کام ہی نہیں۔ وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اور وہ شرابیں پیتے ہیں نہروں کے کنارے اور بہتے پانیوں اور بلند درختوں اور پھلدار درختوں اور شگوفوں کے پاس اعلیٰ درجہ کے فرشوں پر بیٹھ کر اور کوئی خبر نہیں کہ رعیّت اور ملّت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اُنہیں امورِ سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں۔ اور ضبطِ امور اور عقل اور قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا…‘‘۔ فرمایا کہ’’… اسی طرح حرماتِ اللہ کے نزدیک جاتے ہیں اور اُن سے بچتے نہیں‘‘۔ (جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہوئی ہیں اُن کے نزدیک جاتے ہیں)’’اور حکومت کے فرائض کو ادا نہیں کرتے اور متقی نہیں بنتے۔ یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں اور ہر روز تنزل اور کمی میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے آسمان کے پروردگار کو ناراض کیا اور جو خدمت اُن کے سپرد ہوئی تھی اُس کا کوئی حق ادا نہیں کیا…‘‘۔ فرمایا’’… وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں اور پوری تقویٰ سے انہیں کہاں حصہ ملا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے جو اُن کی مخالفت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو، شکست کھاتے ہیں اور باوجود کثرتِ لشکروں اور دولت اور شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں۔ اور یہ سب اثر ہے اُس لعنت کا جو آسمان سے اُن پر برستی ہے۔ اس لئے

بقیہ صفحہ 7 پر

پریشان روحوں کی راحت خلافت

خدا کی عطا کردہ نعمت خلافت
ہے ایمان والوں کی دولت خلافت

نبوت کی زندہ صداقت خلافت
خدا کی طرف سے امانت خلافت

نبوت خدا کی مکمل ہدایت
ہدایت کی کامل اِشاعت خلافت

خلافت نبوت کا اک تکملہ ہے
خلافت نبوت، نبوت خلافت

نہیں ہوتے معزول ہرگز خلیفے
کہ رکھتی ہے اک خاص نصرت خلافت

نہیں چھین سکتا خلیفہ سے کوئی
خدا کا عطیہ ہے خلعت خلافت

ہراساں دلوں کی تسلی کا موجب
سراپا تشفی سکینت خلافت

غمِ رحلتِ انبیا کا مداوا
پریشان روحوں کی راحت خلافت

ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت

تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت

سراجِ نبوت جو ہوتا ہے اوجھل
تو آتی ہے پھر حسبِ سنت خلافت

تقرب اِلی اللہ کا واحد ذریعہ
ہے صدق و وفا کی علامت خلافت

خلافت ہے دینِ متیں کی محافظ
ہے امن و سکوں کی ضمانت خلافت

خلافت سے ہوتی ہے تنظیم قائم
یہی ہے نبی کی نیابت خلافت

کیا سورۃ نور میں حق نے وعدہ
کہ پائے گی یہ خیرِ امت خلافت

خلافت ہے اثبات مرکز کا باعث
خدا کی جماعت کی طاقت خلافت

خلافت کا انکار کرتا ہے فاسق
سمجھتا ہے وہ بے حقیقت خلافت

کرو صدق دل سے اِطاعت ہمیشہ
خدا کی ہے لَاریب رحمت خلافت

ہمیں ناز ہے اس غلامی پہ ہر دم
ملی دائمی ایک نعمت خلافت

مشرف بہ بیعت ہوئے شاد ہم بھی
کہ ہے موجبِ صد سعادت خلافت

محمد ابراہیم شاد۔ (شعری مجموعہ – بہارِ جاوداں صفحہ 93،94)

اداریہ

اسلام اور مسلمان

چند روز قبل مکرم سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ سے فون پر بات ہو رہی تھی باتوں باتوں میں مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے اخلاق روبہ زوال ہونے کا ذکر ہو گیا۔ آپ نے مجھے بتایا کہ میں نے کسی عیسائی سکالر کا یہ فقرہ پڑھ رکھا ہے کہ ’’مغربی ممالک میں اسلام ہے اور مسلم ممالک میں مسلمان ہیں۔‘‘

اس پر خاکسار نے جب اپنی پرانی یادوں کو چھیڑا اور مغربی ممالک میں مختلف اوقات میں اپنے قیام کے دوران مغربی دنیا کو پڑھا۔ اس کو کھنگالا۔ اس کی جگالی کی تو بہت سی باتیں ذہن میں آئیں۔ خاکسار آج اپنی روزمرہ سیر کے دوران سڑک عبور کرنے لگا تو مجھے ایک بائیسکل آتی نظر آئی جس پر ایک شخص تیز تیز سائیکلنگ کرتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے سڑک عبور کرنے کو کہا۔ میں نے اُسے کہا کہ you first کہنے لگا Are you sure۔ میں نے کہا yes اس پر وہ گزرا۔ ٹریفک کا نظام اتنا عمدہ ہے جس میں ہر شخص باادب لگتا ہے۔ آپ اگر کسی کو راستہ دیں تو وہ ہاتھ اٹھا کر شکریہ ادا کر کے جاتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کا اس قدر خیال رکھا جاتا ہے کہ انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کاش! یہ اسلامی ممالک میں ہو۔ دیہاتی علاقوں میں جہاں سڑکوں کی چوڑائی تھوڑی کم اور چھوٹی ہوتی ہے۔ وہاں کاروں کی لائنیں لگی نظر آتی ہیں۔ مگر مجال کوئی کسی کو cross کرے۔ اگر آگے گھوڑ سوار یا سائیکلسٹ گزر رہا ہے تو ان کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی جگہ کار کے گزرنے کا راستہ ہے تو ہر دو کی کوشش ہوگی کہ پہلے سامنے والا گزر جائے۔ جبکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔ اگر head lights دے دیں تو مطلب یہ کہ مجھے گزرنے دو تم جاؤ بھاڑ میں۔ اگر کسی کو راستہ دے بھی دیں تو وہ بجائے شکر گزار ہونے کے بُرا بھلا کہہ کر جاتا ہے۔ ہمارے ممالک میں لائن بنانے کا تصور ہی نہیں۔ مگر وہی لوگ جب مغربی دنیا میں land کرتے ہیں تو فوری لائن میں لگ جاتے ہیں۔ باہر نکلیں تو ہر دوسرا بندہ آپ کو Hi یا Hello کہہ کر greet کرتا ہے۔ گندگی نظر نہیں آتی۔ ایسے علاقے جہاں مسلمانوں کی بہتات ہے میں گندگی بھی ملے گی اور ٹریفک اصولوں میں ڈنڈی مارتے بھی نظر آئیں گے۔ مجھے جرمنی سے ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ایک جرمن بچی بعمر 12 سال پلاسٹک والی تیل کی بوتل کو ڈٹرجنٹ سے صاف کر کے کوڑے میں پھینکتی تھی۔ تا کوڑا اُٹھانے والوں کو مشکل درپیش نہ ہو۔ حالانکہ یہ سارا میٹریل ری سائیکل ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں گھر کا تمام کوڑا کرکٹ باہر سڑک پر لا کر ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممالک law biding ممالک ہیں Thanks کہنے کا بہت رواج ہے۔ ہماری احمدی مجالس اور gathrings میں ہر طرف سے جزاک اللہ ’جزاک اللہ‘ کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں۔

مجھے چند روز قبل covid 19 کی ویکسین لگوانے کے لئے Farnham Hospital جانے کا موقع ملا۔ ہسپتال کی انتظامیہ کی طرف سے جو انتظام تھا وہ تو مثالی تھا ہی مگر مجھے جس بات نے متاثر کیا وہ ہر بندے کا دوسرے کے حقوق کا پاس کرنا تھا۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میرے گھر میں ایک پلمبر کام کرنے کے لئے آیا۔ drill کرتے ہوئے گیس کا پائپ damage ہو گیا۔ اس نے اپنی کمپنی کو فون کے ذریعہ inform کر کے پلمبر کو بلوایا۔ پلمبر کو آتے دو گھنٹے سے زائد کا وقت بیت گیا۔ وہ کاریگر جب تک پلمبر نہیں آیا اسی جگہ موجود رہا تا گیس کی leakage سے کوئی زیادہ نقصان نہ ہو جائے۔ پھر پلمبر نے اپنا کام مکمل کر کے کہا کہ میں نے عارضی طور پر اس کو درست کر دیا ہے۔ فلاں دن بڑا پلمبر آکر پوری مرمت کر دے گا۔ معین وقت پر بڑے پلمبر نے آکر کام مکمل کیا اور کہا کہ فلاں دن پینٹر آکر متاثرہ حصے پر وائٹ واش کر دے گا۔ چنانچہ پینٹر نے بھی اپنا کام خوش اسلوبی سے کر کے کہا کہ اگر تین ماہ میں پینٹ کی رنگت بدل جائے تو مجھے فون کر دیں۔ چنانچہ سارے کام وقت پر ہوئے۔ اور ہمارے ہاں ’الیکٹریشن ہو‘ پلمبر ہو‘ گاڑی کا مکینک ہو یا وائٹ واشر ہو۔ کام شروع کرنے کے بعد کئی کئی دن تک کے لئے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور موبائل پر رابطہ کریں تو اول فون اُٹھاتے نہیں اگر اٹھا لیں تو جواب ملتا ہے میں اس وقت out of city ہوں۔ حالانکہ وہ شہر میں ہی ہوتا ہے۔

اخلاقیات کو دیکھیں تو وہ مسلسل انحطاط و زوال کا شکار ہیں۔ آنحضور ﷺ سے محبت کا اقرار بھی کرتے دکھائی دیں گے اور اظہار بھی ایسا کہ آقا و مولیٰ ﷺ کے ناموس کی خاطر مرنے مارنے اور قتل کر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہر وہ کام کریں گے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ممالک میں جھوٹ، فتنہ پروری، قتل و غارت، بے ایمانی، یتیم کا مال کھانا، بدعہدی اور تکبر وغیرہ عام ہے۔ حج کرنے کے بعد کاروبار میں دیانت نہ برتنا اور ملاوٹ عام ہے۔ سؤر نہیں کھاتے کہ حرام ہے مگر پیسہ حرام سے کما کر اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں اور شراب بھی پی لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ فلاں دکان سے گوشت نہ خریدیں ان کا ذبیحہ کا طریق اسلامی نہیں ہے۔ میکڈونلڈ نہ جائیں۔ سؤر کے ملے تیل استعمال کرتے ہیں۔ مگر حرام کی کمائی پر فخریہ انداز میں فخر کرتے ہیں۔ حکومتی سطح پر بھی یہ بُرائیاں اور بدیاں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جبکہ مغربی دنیا میں یہ بدیاں، بُرائیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان جیسے حالات کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت نہیں بدلتی تو اللہ تعالیٰ نئی قوم لے آتا ہے۔ فلسطین کے حوالہ سے پیشگوئی کے مطابق یہود دوبارہ مسلّط ہو چکے ہیں۔ لیکن تو یہ مشروط ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ رحم کے ساتھ پیش نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں (یہود کو) فلسطین سے خود نکالے گا نہ کہ مسلمانوں سے جنگ کے نتیجہ میں اور ان کی بجائے اللہ اپنے صالح بندوں کو فلسطین کا بادشاہ بنا دے گا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو تب تک فلسطین پر غلبہ عطا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس شرط کو پورا نہ کریں کہ اللہ کے صالح بندے بن جائیں۔‘‘ (تعارفی نوٹ سورۃ بنی اسرائیل، از قرآن با ترجمہ ص 461)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی گزشتہ کئی خطبوں میں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں اور امت مسلمہ کی اصلاحی تبدیلیوں کے لئے احباب جماعت کو دعا کی تحریک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے۔ احتجاج تو تمام دنیا میں ریکارڈ کروایا جاتا ہے لیکن مغربی دنیا میں پُرامن احتجاج دیکھنے کو ملتا ہے مگر مسلمان ممالک کے بعض حصوں میں توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور تمام اخلاقی ضابطوں کو توڑتے ہوئے احتجاج کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چوری چکاری، ڈاکہ زنی اور رقوم و اموال کو بے رحمی سے تلف کرنا اور چھین کر اپنا حصہ سمجھنا روز کا وطیرہ بن چکا ہے۔ یہاں ہماری کالونی کے باہر مین روڈ پر ایک خاتون پھولوں کا کاروبار کرتی ہے۔ اور پھولوں کی ٹرے اور گملوں کو باہر قیمت لگا کر رکھ دیتی ہے اور ساتھ ایک گلہ رکھا ہوتا ہے۔ لوگ آتے اور اپنی پسند کے پھول لے کر اس کی مالیت کے برابر رقم گلے میں ڈال کر پھول لے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں مالک کی موجودگی میں بھی داؤ لگا جاتے ہیں۔

آج اپنی زبوں حالی کا تذکرہ روزانہ ہی ٹاک شو اور دیگر ٹی وی کے پروگرامز میں اینکر حضرات اور مہمان اس بات کا عام اعتراف کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم ترقی معکوس کر رہے ہیں ہماری اخلاقی کیفیت جو 1947ء میں تھی وہ اب 2021 میں نہیں ہے۔ ہم گراوٹ کا شکار ہیں۔ بظاہر ہماری محبت اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھی ہے لیکن اسلامی احکام پر عمل کے حوالے سے ہمارا معیار بہت نیچے جا گرا ہے۔ عدم برداشت نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی طرح سوشل میڈیا پر عیسائیوں کی طرف سے ویڈیو تیار ہو کر دکھلائی جاتی ہیں۔ جن میں اسلامی ممالک میں اسلام کے ساتھ جو مذاق اڑایا جاتا ہے ان کا ذکر ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے مواقع پر بے پردگی‘ ناچ اور دیگر رسومات‘ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور دیگر کئی بُرائیاں ہمارے معاشرے میں گھر بنا گئی ہیں۔ جن کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔

یورپین اقوام law biding ہیں۔ یہاں برطانیہ میں گھروں میں سگریٹ نوشی منع ہے۔ ہمارے پڑوس میں ایک شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے۔ میں نے اس کو اکثر اپنے گھر سے باہر نکل کر سگریٹ پیتے دیکھا ہے۔ ہر شخص اپنی گاڑی کو proper جگہ پر پارک کرتا ہے۔ یہاں مجھے شاید ہی کسی جگہ No Parking کا بورڈ نظر آیا ہو۔ ہمارے ہاں جہاں لکھا ہو کہ یہاں گاڑی پارک کرنا منع ہے۔ وہاں گاڑی پارک کریں گے۔ جہاں لکھا ہو کہ یہاں پیشاب کرنا منع ہے وہاں پیشاب کرتے نظر آتے ہیں۔

ابھی چند روز قبل ٹرانسپیرنسی ایمنیسٹی نے جو سالانہ رپورٹ جاری کی ہے۔ اس کے پہلے 20 ممالک جو کرپشن سے پاک ہیں ان میں کوئی بھی اسلامی ملک شامل نہیں اور جو کرپشن والے ممالک ہیں ان میں سے پہلے چار اسلامی ممالک ہیں۔ کہنے اور لکھنے کو تو بہت کچھ ہے۔

اس مختصر اداریے میں مغربی دنیا کے خواص بیان کرنے مشکل ہیں۔ الختصر یہ کہ خاکسار نے اپنے کسی کے ہاں نومولود کی پیدائش پر (جرمنی میں مسز مبارکہ شاہین کو) لکھا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے یورپ کی آلائشوں سے محفوظ رکھے۔ جواب ملا۔ اللہ تعالیٰ یورپ کی خوبیوں اور خواص سے نوازے۔ آمین

یہی خواص اور خوبیاں مذہب اسلام کا طرّہ امتیاز ہیں۔ پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور مزین کریں۔ انہی تعلیمات پر عمل ہی حقیقت میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے حقیقی عقیدت و پیار اور محبت نیز اطاعت یہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

کہ اے محمد! کہہ دے کہ اگر تم مجھ سے محبت کے دعویدار ہو تو پھر پہلے میری کامل اتباع کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔

طاہر محمود احمد

روحانی اور جسمانی برکات سمیٹے ہوئے ایک ماہ کا مہمان رمضان المبارک

رمضان المبارک ایک ایسا مہمان ہے جو ایک سال میں ایک بار روحانی اور جسمانی برکات اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔ اس کے آنے سے موسمِ بہار کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ نورانیت کا انتشار ہوتا ہے۔ خیرِ عمیم کی بے پایاں تقسیم ہوتی ہے۔ روحیں بیدار ہو کر ترقی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرتی ہیں۔ دل ودماغ میں محبت اور روشنی چمکتی ہے۔ جذبات صیقل ہوتے ہیں۔کشتِ تقویٰ کی آبیاری ہوتی ہے۔ دعاؤں کی اجابت کے آسمانی دروازے وا ہوجاتے ہیں۔ کشوف و الہام اور رویائے صادقہ کا سلسلہ قائم ہو جاتاہے۔ روحانی زندگی کی گہما گہمی ہوتی ہے۔احساس بیدار ہوجاتے ہیں۔غریب بھائیوں کی تنگدستی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔صدقہ خیرات میں غیرمعمولی اضافہ ہوجاتاہے۔ اخوت، باہمی ہمدردی اور مومنانہ ایثار و خلوص کی لہر سارے معاشرہ پر چھا جاتی ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی وجہ تسمیہ اور اس کی حکمت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

’’رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے ۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے ۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے۔شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ 175)

روزہ تاریخ کے آئینہ میں

تاریخِ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا البتہ روزہ کے احکام اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔ آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بناء پر ہی اس کی فرضیت اسلام میں کی گئی ہے تاکہ اُمّتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت اور ماحول میں اطمینان اور سکون کی فضا پیدا کر سکے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کماحقّہٗ سرانجام دے سکے۔

☆ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِتباع میں روزہ رکھتے ہیں اور اس میں وہ غیر معمولی اہتمام کرتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے :۔

’’سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔‘‘(خروج)

’’پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کرو اور مَیں تمہارے لئے خداوند سے دُعا کروں گا سو وہ سب مصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کے خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔‘‘ (سموئیل نمبر 1 :7/6)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے اور ان کی اِتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

’’اس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی۔‘‘ (یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہے۔) (متی 2-1 : 4)

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید رُوحوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں:۔

’’یہ جنس (پلید رُوح) سوائے دُعا اور روزہ کے کسی طرح نہیں نکل سکتی‘‘ (مرقس 28-27 : 9)

یہود نے روزوں میں بعض بدعتیں اور تکلّفات اختیار کر لئے تھے جن میں ریا پایا جاتا تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں اور پیروؤں کو روزہ رکھنے کا صحیح طریق بتاتے ہوئے فرمایا:۔

’’پھر جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں، کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ٹھہریں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔ پر جب تم روزہ رکھو اپنے سر میں تیل لگاؤ اور منہ دھوؤ تا کہ تم آدمی پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو آشکار بدلہ دے۔‘‘ (متی 18-16 :6)

☆ قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ اگرچہ قدیم مصری مذہب بُت پرستی کا مذہب تھا تاہم اس مذہب کے پیَرو اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور اُن کے غیظ وغضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی تکلیفیں اپنے اُوپر وارد کرلیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہلِ یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض ’’برت‘‘ یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلّہ کشی کا رواج تو معروف ہے گو روزوں کی تعداد، احکام اور روزہ کے وقت کے متعلق جملہ اَدیان میں فرق ہے۔

☆ مشرکینِ عرب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے ایّام میں عاشورہ (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الصّوم)

روزوں کی فرضیت

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن روزہ ہے۔ تاریخِ اسلام کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقابلِ برداشت مظالم کے پیشِ نظر جب مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں ہر بالغ مسلمان پر روزے فرض کئے گئے بشرط یہ کہ وہ مسافر یا بیمار نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کے متعلق مندرجہ ذیل نص وارد ہوئی ہے:۔

یَاۤ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔ (البقرہ 184تا186)

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔تم متقی بن جاؤ۔سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو (فدیۂ رمضان کی) طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیہ رمضان کے واجب ہے) اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے رمضان کا وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تا کہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور عظمت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتۡ أَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَفِیۡ روایۃٍ فُتِحَتۡ أَبۡوَابُ الۡجَنَّۃِ وَغُلِّقَتۡ اَبۡوَابُ جَھَنَّمُ وَسُلۡسِلَتِ الشَّیَاطِیۡنُ وَفِیۡ روایۃٍ فُتِحَتۡ أَبۡوَابُ الرَّحۡمَۃِ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جہنم

کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ قَدْأَ ظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارِکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعاً مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ والصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمَوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَاىِٕماً کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِذُنُوْبِہٖ وَ عِتِقَ رَقِبَتُہٗ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ أَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِہٖ شَیْیٌٔ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَاتفطِّرُ بِہِ الصَّاىِٕمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَاىِٕماً عَلَی مَذَقَۃِ لَبَنٍ اَوْتَمْرَۃٍ اَوْشَرْبَۃٍ مِنْ مَاىٍٕ۔ وَمَنْ أَشْبَعَ صَاىِٕماً سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَایَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ أَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَ أَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَآخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ وَ أَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ۔
(مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! کل تم پر ایک بڑا عظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی نیکی بجالاتا ہے تا کہ اسے قربِ الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے اس نے گویا کہ ستّر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اِس ماہ میں کسی روزہ دار کی اِفطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اُسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے۔ ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اُس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے۔ ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے تو اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اُسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔

روزہ کی اغراض ومقاصد

اللہ تعالیٰ نے روزہ کے تین مقاصد قرآن میں بیان فرمائے ہیں:

1۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن ۔ تا کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اخلاقی اور اجتماعی کمزوریوں سے بچو۔

تقویٰ کا حصول روزہ سے اِس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان کے قلب میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے تو برے کاموں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت اور میلان ہو جاتا ہے کیونکہ متقی شخص وہ ہوتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مرضی سے مطابق ہو۔

2۔ وَ لِتُکَبِّرُوااللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰیکُمْ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق اس کی عظمت بیان کرو۔

روزہ سے دوسری غرض اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتراف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اَور کی عبادت کا تصور بھی دل میں نہ آئے اور حقیقی توحید کا زبان اور دل سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے وقف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جاتے ہیں تو عید الفطر کی نماز کی تقریب میں کثرت سے تکبیرات کہنے کا ارشاد ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لااِلٰہ اِلااللّٰہ واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔

3۔ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تا کہ تم اس کا شکر کرو۔

تیسری غرض روزوں سے اظہارِ شکر ہے۔ عربی زبان میں شکر کے معنٰے قدر کرنے اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان کے جملہ اعضاء دماغ، دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کریں اور ان اعضاء سے جائز کام لیا جائے تب ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں۔

روزوں کے طبی فوائد

روزے انسانی قلب و روح سے فاسد مادوں کو زائل یا درست کرنے کا اس قدر کامیاب ذریعہ ہیں جس کی نظیر نہیں ہوسکتی۔ روزے کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے مشرق کے معروف طبیب علاّمہ قرشی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر فضلے کو بدن میں رہنے دیا جائے تو اپنی کمیّت اور کیفیت کی بناء پر مختلف امراض کا موجب بنتا ہے لہٰذا اس کا اخراج لازمی ہے۔

فضلے کا اخراج اگر ادویات سے کیا جائے تو اکثر اوقات ادویات کے مضر اثرات سے فاسد مادہ کے ساتھ صالح مواد بھی ضرور خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلاب کے بعد کمزوری سی محسوس ہوتی ہے اور جہاں تک روزہ دار کے جسم کی حرارت کا تعلق ہے یہ حرارت اکثر اوقات اتنی بڑھ جاتی ہے کہ موادِ ردّیہ کو جلانے اور اسے ختم کرنے میں اعانت کرتی ہے۔ اگر موادِ ردّیہ تحلیل ہو گئے تو مختلف قسم کے جراثیم کی جڑ کٹ گئی یا انسان صحیح معنوں میں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن کا عامل یعنی متقی اور پرہیز گار بن گیا۔

روزہ دار کے لئے روزہ اور قرآن کریم کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْر و اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یُشَفَّعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ۔
(البیھقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن مجید کی شفاعت مومن کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے رب! مَیں نے اس مومن کو کھانے اور شہوات سے دن کے وقت روکے رکھا تُو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا کہ مَیں نے رات کے وقت اسے نیند سے باز رکھا اس کے بارے میں میری سفارش منظور فرمایا۔ پس ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

روزوں کا اجر و ثواب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کلّ عمل ابن اٰدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الیٰ سبع مائۃ ضِعفٍ الی ما شاء اللہ۔ یقول اللہ الا الصوم فانّہٗ لی اَنَا اجزی بہ یدع شھوتہٗ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربّہ و لخلوف فم الصائم اطیب عنداللہ من ریح المسک۔
(سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی فضل الصیام)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گُنے سے سات سَو گُنے تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا مَیں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے۔

رمضان المبارک کی تین اجتماعی برکات

روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے ضروری قرار دیا ہے کہ روزہ دار ہمہ وقت تلاوتِ قرآن کریم، نوافل، ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہے۔ ہر قسم کی لغو بات اور لغو عمل سے اجتناب اختیار کرے۔ اسلام نے انفرادی برکات کے علاوہ اجتماعی طور پر بھی رمضان کے ساتھ بعض برکات کو مخصوص کر دیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

پہلی برکت۔ نماز تہجد/تراویح

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز تہجد کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپؐ کے صحابہ بھی حضورؐ کے نقشِ قدم کی پیروی میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے جو سونے سے بیدار ہو کر طلوعِ فجر سے پہلے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ انفرادی نماز خلوت اور تنہائی کی مناجات ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر لمبے قیام و رکوع وسجود کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے رہے حتّٰی کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین وتروں کے علاوہ آٹھ رکعت نفل بطور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ آخر میں وتر پڑھتے تھے۔ یہ نوافل حضورؐ بالعموم دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھا کرتے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپؐ نے ان آٹھ نوافل کا رمضان اور غیر رمضان میں التزام فرمایا ہے۔

رمضان قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں بکثرت تلاوتِ قرآن کریم لازمی ہے۔ خود حضرت جبریلؑ اس ماہ میں آپؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دَور فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان میں اجتماعی طور پر تلاوت کرتے اور قرآن مجید سُننے کی صورت یوں پیدا فرمائی کہ آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں نے آپؐ کی اقتداء میں نوافل ادا کئے۔ ایسا صرف دو تین روز ہوا۔ مگر نہایت پُرکیف منظر تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شارع نبی تھے اس لئے آپؐ نے اس کی فرضیت کے احتمال کے پیشِ نظر اجتماعی شکل کو ترک فرمادیا۔ لوگ انفرادی طور پر اپنے اپنے مقام پر تہجد کے وقت

نوافل میں تلاوتِ قرآن کریم کرتے تھے۔ کچھ لوگ عشاء کے بعد بھی یہ نوافل پڑھ لیتے تھے۔عہد فاروقی میں یہ طریق منظم ہوگیا کہ ایک امام کی اقتداء میں رمضان میں سارا قرآن مجید سُنایا جائے۔ یہ نوافل تراویح قرار پائے اور بالعموم نوافل عامۃ الناس کی سہولت کے پیشِ نظر بعد نماز عشاء یہ نوافل پڑھے جانے لگے اور آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ طریق جاری و ساری ہے۔ کتنی شاندار یہ برکت ہے کہ عالمِ اسلام میں ہر جگہ حُفّاظ اور قاریوں کے ذریعہ سارا قرآن مجید سُنا جاتا ہے۔ یہ بابرکت طریق قرآن مجید کی حفاظت کے لئے بھی ایک بے مثال ذریعہ ہے۔ تمام مساجد میں رمضان کی ہر رات یہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ امام اگر ایک لفظ بھی بھول جاتا ہے تو فوراً مقتدیوں کی طرف سے اس کی تصحیح ہو جاتی ہے۔ اس طریق سے صدہا حُفّاظ بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ طریق ایک اجتماعی برکت ہے۔ آخری حصہ شب میں سحری کے وقت تہجد کی نماز اپنی جگہ پر مستقل مناجات کا طریقہ ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ داروں کے لئے اس کا التزام کرنے کا بھی بہترین موقعہ میسّر آتا ہے۔

دوسری برکت۔ اعتکاف

سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد کا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن گویا روحانی پھلوں کے پکنے کے دن ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان ایّام میں خاص طور پر کمرِ ہمت کس لیا کرتے تھے اور سب اہل و عیال کو بھی اس روحانیت کی بارش سے پورا حصّہ لینے کی تلقین فرماتے تھے۔قرآن مجید نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے احکام بیان فرمائے ہیں۔معتکف مسجد کے ایک حصہ میں آخری دس روز کے لئے خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ وہ ازخود شوق سے روزہ دار سے بھی زائد پابندیوں کو قبول کر لیتا ہے۔ دن رات درِ محبوب پر دُھونی رما کر بیٹھ جاتا ہے۔ عاجزی، گریہ وزاری اور محبت کے خاص انداز سے قربِ الٰہی پاتا ہے۔

اعتکاف سُنتِ نبویؐ ہے۔ جو شخص اس سُنّت کی پیروی کر سکے اس کے لئے بہت بابرکت ہے۔ یہ خلوت نشینی بھی اُمّت کے نمائندوں کے طور پر آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہوتے ہیں اور اسلام کے غلبہ امام جماعت اور اُمت کے افراد کی فلاح و بہبود اور خدمتِ دین بجالانے والوں کی کامرانی اور کامیابی کے لئے ہمہ وقت دعائیں معتکفین کا شعار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بھی رمضان کی ایک اجتماعی برکت ہے۔

تیسری برکت۔ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کو بہترین رات قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ ہر فرد کی حقیقی اور مقبول توبہ کی گھڑی کو بھی صوفیاء نے اس کی لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ اُمت کی ایک اجتماعی عمومی لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ احادیثِ نبویہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔ یہ انوار و افضال کی رات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دربارِ عام کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ قبولیت کی خاص گھڑیاں ہوتی ہیں۔ مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دعا کرنے والے خاص لذّت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ دل نورانیت سے بھر جاتا ہے۔ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس کا ایک مستحکم اور پائیدار رابطہ ذاتِ اقدس سے قائم ہوجاتا ہے۔ وہ ایک نورانی وجود بن جاتا ہے۔ روح القدس کو حاصل کر لیتا ہے۔ گویا اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہ رات اس کی ساری زندگی (الف شَھۡر) سے بہتر رات شمار ہوتی ہے۔

یہ لیلۃ القدر اُمّتِ محمدیہ کے لئے بڑی خیر و برکت کی رات ہوتی ہے۔ ملائکہ اور جبریل کا نزول ہوتا ہے اور انوار کی بارشیں چاروں طرف ہوتی ہیں۔ اس رات کی برکتوں سے مومنوں کے قلوب میں وہی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جو موسمِ بہار میں زرخیز زمینوں پر موزوں بارش ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس رات میں قوموں کے عروج وزوال کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور زمین پر بروقت ان کا نفاذ ہو جاتا ہے۔مختصر یہ کہ لیلۃ القدر رمضان کی نہایت ہی بابرکت رات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جس سے اُمّتِ محمدیہ مخصوص ہے۔

روزوں کے متعلق مسائل

☆ چاند دیکھ کر روزے رکھنا

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَاتَصُوۡمُوۡا حَتّٰی تَرُوا الۡھِلَالَ وَلَاتُفۡطِرُوۡا حَتّٰی تَرَوۡہُ فَاِنۡ غُمَّ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡدُرُوۡا لَہٗ۔

(مسلم)

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے روزے شروع نہ کر اور رمضان کو ختم سمجھ کر روزے ترک نہ کرو جب تک نیا چاند دکھائی نہ دے۔اگر بادل ہوں تو اندازہ کرلو یعنی تیس دن پورے کر کے نئے مہینے کا آغاز سمجھو۔

☆ سحری کھاتے ہوئے اذان سننا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ اَحَدُکُمۡ وَالۡاَنَاءُ فِیۡ یَدِہٖ فَلَایَضَعۡہُ حَتّٰی یَقۡضِیَ حَاجَتَہٗ مِنۡہُ

(ابوداؤد)

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سحری کے آخری وقت انسان کے ہاتھ میں کھانے یا پینے کا برتن ہو اور موؤذن کی اذان اس کے کان میں پڑ جائے تو اسے اپنی ضرورت پوری کرکے برتن رکھنا چاہئے۔

☆ روزہ میں مسواک

عَنۡ عَامِرِ بۡنِ رَبِیۡعَۃَ قَالَ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَالَا أُحۡصِیۡ یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ۔

(الترمذی)

ترجمہ: حضرت عامرؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزہ دار ہونے کی صورت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔

☆ روزہ دار کا بھول کر کھانا یا پینا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ نَسِیَ وَھُوَصَائِمٌ فَأَکَلَ اَوۡ شَرِبَ فَلۡیُتِمَّ صَوۡمَہٗ فَاِنَّمَا أَطۡعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ۔

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزہ دار بھول کر کھالے یا پی لے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا۔اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔

☆ جھوٹ بولنے والے کا روزہ نہیں ہوتا

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَ الۡعَمَلَ بِہٖ۔ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ۔ (البخاری)

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا ترک نہیں کرتا اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو ہرگز ضرورت نہیں کہ وہ شخص یونہی روزہ کے نام پر اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔

☆ گرمی یا پیاس سے سر پر پانی ڈالنا

عَنۡ بَعۡضِ أَصۡحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدۡ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِالۡعُرۡجِ یَصُبُّ عَلٰی رَأۡسِہِ الۡمَاءَ وَ ھُوَ صَائِمٌ مِنَ الۡعَطَشِ اَوۡ مِنَ الۡحَرِّ۔

(البیھقی)

ترجمہ: ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرج مقام پر دیکھا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہوتے ہوئے پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی بہا رہے تھے۔

☆ روزہ کی حالت میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا کفارہ

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ بَیۡنَمَا نَحۡنُ جُلُوۡسٌ عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذۡجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ھَلَکۡتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعۡتُ عَلَی امۡرَأَتِیۡ وَأَنَاصَائِمٌ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھَلۡ تَجِدُ رَقَبَۃً تُعۡتِقُھَا قَالَ لَا قَالَ فَھَلۡ تَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ تَصُوۡمَ شَھۡرَیۡنِ مُتَتَابِعَیۡنِ قَالَ لَا قَالَ ھَلۡ تَجِدُ اِطۡعَامَ سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا قَالَ لَا قَالَ اِجۡلِسۡ وَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَبَیۡنَا نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیۡہِ تَمۡرٌ وَالۡعَرَقُ الۡمِکۡتَلُ الضَخۡمُ قَالَ أَیۡنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذۡ ھٰذَا فَتَصَدَّقۡ بِہٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا أَعۡلٰی أَفۡقَرَ مِنِّیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ فَوَ اللّٰہِ مَابَیۡنَ لَابَتَیۡھَا یُرِیۡدُ الۡحَرَّتَیۡنِ أَھۡلُ بَیۡتٍ أَفۡقَرُ مِنۡ أَھۡلِ بَیۡتِیۡ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتۡ أَنۡیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ أَطۡعِمۡہُ أَھۡلَکَ۔ (البخاری)

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہوگیا ہوں۔فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کیا کہ روزہ دار ہو کر مَیں نے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی ہے۔فرمایا کہ کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا کہ کیا تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ کہنے لگا کہ نہیں۔حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھو۔ راوی کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں حضورؐ کے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ٹوکری بطور ہدیہ آئی۔حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں موجود ہوں۔حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ٹوکری لے جاؤ اور اسے صدقہ کر دو۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اے رسولِ خدا! کیا اس شخص کو صدقہ دیا جائے جو مجھ سے بھی غریب اور محتاج ہو؟ بخدا اس وادی میں تو میرے گھر سے زیادہ غریب اور حاجتمند اور کوئی نہیں۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسے۔ آپؐ کی داڑھیں نظر آرہی تھیں اور پھر فرمایا کہ اچھا اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دو۔

☆ روزہ چھوڑنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘

(الحکم 24جنوری 1901ء)

☆ سفر میں روزہ رکھنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدّۃٌ ایّام اُخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعتِ امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 189)

☆ روزہ کی نیت

ایک شخص کاسوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزے کی نیّت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیّت میں فرق نہیں۔

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ روزہ دار کا آئینہ دیکھنا

ایک شخص کا سوال حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں فرمایا ’’جائز ہے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل ۱۸۳)

☆ روزہ دار کا تیل لگانا

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ’’جائز ہے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ بیمار کا روزہ رکھنا

اِسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ ’’یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے لئے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆مسکین کو کھانا کھلانا

اِسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہے۔ اس کے کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ ’’ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ روزہ دار کا سُرمہ لگانا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھ میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے ... فرمایا۔ ’’مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سُرمہ لگائے، رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

☆ جو روزہ نہ رکھ سکیں

سوال:۔بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت مثل تخمریزی و رودگی ہوتی ہے۔ ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ فرمایا۔ ’’ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک میں روحانی اور جسمانی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اپنے محبوب بندوں میں داخل کرے۔ آمین ثم آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کہ اُنہوں نے نفس کی خواہشوں کو خدا پر مقدم کرلیا اور ناچیز دنیا کی مصلحتوں کو اللہ پر اختیار کرلیا اور دنیا کی فانی لہو ولعب اور لذتوں میں سخت حریص ہو گئے اور ساتھ اس کے خود بینی اور گھمنڈ اور خودنمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں۔ دین میں سست اور ہار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چست چالاک ہیں ...‘‘۔فرماتے ہیں کہ ’’... اُنہوں نے خواہشوں سے اُنس پکڑلیا اور اپنی رعیت اور دین کو فراموش کر دیا‘‘۔ (نہ عوام کا خیال ہے، نہ دین کا خیال ہے)’’اور پوری خبر گیری نہیں کرتے۔ بیت المال کو باپ دادوں سے وراثت میں آیا ہوا مال سمجھتے ہیں اور رعایا پر اسے خرچ نہیں کرتے جیسے کہ پرہیز گاری کی شرط ہے۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ان سے پرسش نہ ہو گی اور خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہو گا۔سو ان کی دولت کا وقت خواب پریشان کی طرح گزر جاتا ہے...‘‘۔فرمایا ’’... اگر تم ان کے فعلوں پر اطلاع پاؤ تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور حیرت تم پر غالب آجائے۔سو غور کرو کیا یہ لوگ دین کو پختہ کرتے اور اس کے مددگار ہیں۔ کیا یہ لوگ گمراہوں کو راہ بتاتے اور اندھوں کا علاج کرتے ہیں‘‘۔ (الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔صفحہ 284-280۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

یہ تو ان بادشاہوں کا حال ہے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ افریقن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے یہ اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں۔ گو اپنی دولت کا تو یہ شاید ہزارواں حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔معمولی سی رقم دے کر (کیونکہ دولت ان کے پاس بے انتہا ہے، تیل کی دولت ہے۔) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کی مخالفت کے لئے اپنے مشنری بھیجے ہیں۔ پہلے ان کو خیال نہیں آیا لیکن اب اس کام کے لئے بھیج رہے ہیں۔ بہرحال پھر آگے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’...انہیں شریعت کے احکام سے نسبت ہی کیا۔ بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ اس کی قید سے نکل کر پوری بے قیدی سے زندگی بسر کریں۔ اور خلفائے صادقین کی سی قوت عزیمت ان میں کہاں اور صالح پرہیز گاروں کا سا دل کہاں جس کا شیوہ حق اور عدالت ہو۔ بلکہ آج خلافت کے تخت ان صفات سے خالی ہیں ...‘‘۔ (لیکن کہتے ہیں کہ ہم میں خلافت قائم ہو گی۔ اُس کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں۔ علماء کی طرف سے کبھی کسی کا نام پیش کیا جاتا ہے کبھی کسی کا۔فرمایا لیکن بہرحال ان کے دل ان صفات سے خالی ہیں اس لئے خلافت ان میں ہو نہیں سکتی۔ پھر فرماتے ہیں کہ ’’...دھیان نہیں کرتے کہ ملت کی ہوا ٹھہر گئی ہے اور اس کے چراغ بجھ گئے ہیں اور اس کے رسول کی تکذیب ہو رہی ہے اور اس کے صحیح کو غلط کہا جارہا ہے بلکہ ان میں سے بہتیرے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں پر اڑ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور سخت دلیری سے خواہشوں کو محرمات کے بازاروں میں لے جاتے ہیں ...‘‘۔ (یعنی کھلے عام ایسی بے حیائیاں کر رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہوا ہے۔) فرمایا کہ ’’... صبح اور شام ان کی خوش زندگی ہر طرح کی لذات میں بسر ہوتی ہے۔سو ایسے لوگوں کو خدا سے کیونکر مدد ملے جبکہ ان کے ایسے پُرمعصیت اور بُرے اعمال ہوں۔ بلکہ ان عیش پسند غافل بادشاہوں کا وجود مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا بڑا بھاری غضب ہے۔‘‘(ان کا وجود ہی مسلمانوں کی سزا بھی ہے)’’جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین سے لگ گئے ہیں اور خدا کے بندوں کے لئے پوری طاقت خرچ نہیں کرتے اور لنگڑے اونٹ کی طرح ہو گئے ہیں اور چست چالاک گھوڑے کی طرح نہیں دوڑتے۔ اسی سبب سے آسمان کی نصرت ان کا ساتھ نہیں دیتی اور نہ ہی کافروں کی آنکھ میں ان کا ڈر خوف رہا ہے جیسے کہ پرہیز گار بادشاہوں کی خاصیت ہے۔ بلکہ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر سے گدھے۔ اور لڑائی کے میدان میں ان کے دو ہزار کے لئے دو کافر کافی ہیں ...‘‘۔

فرمایا ’’... ایسی خیانت اور گمراہی کے ہوتے انہیں کیونکر خدا سے مدد ملے۔ اس لئے کہ خدا اپنی دائمی سنت کو تبدیل نہیں کرتا اور اس کی سنت ہے کہ کافر کو تو مدد دیتا ہے پر فاجر کو ہرگز نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو مدد مل رہی ہے اور وہ ان کی حدوں اور مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں اور ہر ایک ریاست کو دباتے چلے جاتے ہیں۔‘‘(آج بھی دیکھ لیں ظاہری طور پر اگر نہیں بھی تو عملی طور پر غیروں کے ہاتھوں میں مسلمان بادشاہوں کی اور ملکوں کی لگامیں ہیں۔ اِن کی معیشت اُن کے ہاتھ میں ہے۔)

فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس لئے نصرت نہیں دی کہ وہ ان پر رحیم ہے‘‘(یعنی غیروں کو جو مدد مل رہی ہے اور مسلمانوں کی جو بری حالت ہے، غیروں کی یہ مدد اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر بڑا مہربان ہے)’’بلکہ اس لئے کہ اس کا غضب مسلمانوں پر بھڑکا ہوا ہے۔ کاش مسلمان جانتے۔‘‘(الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔صفحہ 284 تا287۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

یہ آپ کا درد ہے۔ اور آج یہ بات بڑی حقیقت ہے اور اخباروں میں جو حقیقت پسند کالم لکھنے والے ہیں، تبصرہ نگار ہیں، وہ بھی یہی لکھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں مَیں نے ’’دی نیشن‘‘ میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ایک مضمون دیکھا جنہیں پاکستان کا سائنٹسٹ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے بھی قرآنی آیات کی روشنی میں یہ سارا کچھ لکھا ہوا تھا کہ یہ یہ باتیں ہم کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر نازل ہو رہا ہے۔ تو بہرحال یہ تو ان کی حالت ہے۔

(خطبہ جمعہ 15؍ اپریل 2011ء)

رپورٹ: کامران احمد مربی سلسلہ شعبہ تربیت جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا نیشنل سطح پر آن لائن جلسہ یوم مسیح موعود

خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے امسال مؤرخہ 23مارچ 2021 کو نیشنل شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی کو نیشنل سطح پر آن لائن لائیو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

جماعت احمدیہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ اس الٰہی وعدہ کے پورا ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے جس دن خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا اور اس دن سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہوا۔ اس پیشگوئی کی اہمیت کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔‘‘ خطبہ جمعہ 25/مارچ 2016ء

جب شعبہ تربیت جرمنی کو اس جلسہ کو نیشنل سطح پر انعقاد کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے از راہ شفقت اجازت موصول ہوئی تو فوراً اس جلسہ کے انتظامات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ خاکسار (کامران احمد مربی سلسلہ شعبہ تربیت) کو مکرم ومحترم طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے جلسہ یوم مسیح موعودؑ کے انتظامات کے حوالہ سے ناظم مقرر کیا۔ سب سے پہلے خاکسار نے جلسہ کے انتظامات کے حوالہ سے نیشنل شعبہ تربیت جرمنی میں معاونین کے ساتھ نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت کی نگرانی میں میٹنگ کی اور سب کو مختلف کام سپرد کیے گئے۔ سٹیج اور بینر کی تیاری کے لیے مکرم افتخار الدین صاحب کو نگران مقرر کیا گیا۔ ان کے ساتھ مکرم اسد اللہ وہاب صاحب اور مکرم نور گوندل صاحب نے مدد کی۔ نیز مکرم بہزاد احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ نے بھی خاکسار کی ہمہ وقت مدد کی۔ اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے سٹیج کو بہت محنت کے ساتھ تیار کیا۔ نیشنل شعبہ ضیافت نے جلسہ کی مناسبت سے شیرینی کا انتظام کیا۔ نیشنل شعبہ سمعی و بصری کی طرف سے مکرم عدیل خالد صاحب نے اس جلسہ کو تاریخ میں محفوظ کرنے کے لیے تصاویر بنائیں۔ اسی طرح انتظامیہ بیت السبوح و امیر صاحب لوکل امارت فرینکفرٹ نے خود اور ان کے معاونین نے بھی اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر عطا کرے۔ (آمین)

جلسہ کو کامیاب کرنے کے لیے مختلف متعلقہ شعبہ جات سے میٹنگز کی گئیں اور وقتاً فوقتاً انتظامات کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ ایک طرف جہاں ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمن سٹوڈیوز کے ذریعہ احباب جماعت تک جلسہ کی کاروائی پہنچانے کا کام تھا تو دوسری طرف مقررین و موضوعات کے انتخاب کا مرحلہ تھا۔ اس سلسلہ میں مکرم ومحترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی، مکرم ومحترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم ومحترم طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے مسلسل راہنمائی فرمائی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا مکرم حافظ احتشام احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے تلاوت قرآن کریم اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ مقررین میں سب سے پہلے جرمن زبان میں مکرم احمد کمال صاحب مربی سلسلہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے ’’اسلام اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حقانیت کے لیے ظاہر ہونے والے الٰہی نشانات‘‘ کے بارہ میں تقریر کی پھر اردو زبان میں مکرم ساجد احمد نسیم صاحب مربی سلسلہ نے ’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عائلی زندگی و تربیت اولاد‘‘ کے بارہ میں تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم ومحترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی دیگر جماعتی مصروفیات کے باعث ریکارڈ شدہ تقریر سنائی گئی جس میں آپ نے ’’حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی‘‘ کے بارہ میں عقلی و نقلی دلائل پیش کیے۔ آخر پر مہمان خصوصی مکرم ومحترم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی نے ’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعہ برپا ہونے والا روحانی انقلاب‘‘ کے موضوع پر مختلف ایمان افروز واقعات کی صورت میں روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں تین نظمیں اور ایک ترانہ پیش کیا گیا جو کہ بالترتیب مکرم راحیل احمد صاحب، مکرم رانا شیراز احمد صاحب، مکرم محمد اکبر بیگ صاحب اور ترانہ مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب، مکرم فلاح الدین خان صاحب اور مکرم اسحاق طاہر صاحب نے پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اس جلسے کی ایک خاص بات جرمن و اردو زبانوں میں لائیو ترجمہ بھی ہے، جو مکرم انصر بلال چٹھہ صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے جماعت احمدیہ جرمنی کا یہ جلسہ نہایت ہی کامیاب رہا۔ اس جلسہ کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمن سٹوڈیوز کے یوٹیوب چینل پر لائیو نشر کیا گیا۔ نیز احباب جماعت کی سہولت کے لیے مین سٹریم لنک، جرمن و اردو زبان کے لیے تین ٹیلیفون نمبرز کا بھی انتظام کیا گیا جس کے ذریعہ احباب جماعت بھرپور مستفیض ہوئے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمنی سٹوڈیوز کی رپورٹس کے مطابق اس جلسہ میں تقریباً 31000افراد نے لائیو جلسہ کی کاروائی سے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ اب تک 35000 یوٹیوب کے تینوں لنکس پر اس جلسہ کے ویوز کی کل تعداد تقریباً 66000ہوچکی ہے۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اول صفحہ ۷۳۔ الباب الثانی فی تکمیل ... المحاسن۔ الفصل: و اما الحلم۔ دارلکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

یہ سید ومولیٰ مقدس الانبیاء پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی امت کی ہدایت کے لئے درد بھری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا خاص طور پر مَیں کہنا چاہتا ہوں جس طرح شروع میں مَیں نے ذکر بھی کیا تھا کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ جب غزوہ احد کے وقت آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، بلکہ دندان شہید ہوئے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا تو یہ صحابہ کرام کے لئے بڑی تکلیف دہ بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ان لوگوں کے خلاف بد دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا ''مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میں خدا کی طرف دعوت دینے والا باعث رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں''۔ پھر آپؐ نے یوں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

(الشفاء لقاضی عیاض۔ جلد اول صفحہ ۷۲-۷۳۔ الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ لہ المحاسن۔ الفصل: و اما الحلم... دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲)

یہی دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی سکھائی گئی ہے اور آپؑ کی جماعت کو بھی کرنی چاہئے۔

آج کل پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں پاکستانیوں کو خاص طور پر یہ دعا کرنی چاہئے۔ یہ مخالفت میں تو بڑھے ہوئے ہیں لیکن اس وجہ سے یہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھی بھول چکے ہیں اور یقیناً بھولنا تھا۔ اسی وجہ سے مشکل میں بھی گرفتار ہوئے ہوئے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ کیا حالات ہو رہے ہیں؟ کیا ان کے ساتھ ہو رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ آئندہ ہونے والا ہے اور جب تک یہ ہدایت کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے یہ حالات چلتے چلے جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس ملک پر بھی اور اس قوم پر بھی رحم کرے۔ ان کے لئے روزانہ بڑے درد دل سے دعا کریں کہ احمدیوں کی مخالفت میں آج کل وہاں بڑھ چڑھ کر کوئی نہ کوئی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے۔ گو زندگی کی اس ملک میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ مگر احمدی کو صرف اس لئے قتل کیا جاتا ہے، مارا جاتا ہے، شہید کیا جاتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام کو ماننے والا ہے۔ روزانہ کوئی نہ کوئی شہادت کی خبر آ رہی ہوتی ہے یا تکلیفوں سے گزرنے کی خبریں آ رہی ہوتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

میں سے دیتے ہیں یا پہنے ہوئے کپڑوں کے دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے بھائیوں، بہنوں کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ اگر توفیق نہیں ہے تو تحفہ نہ دیں یا یہ بتا کر دیں کہ یہ میری استعمال شدہ چیز ہے اگر پسند کرو تو دوں۔ پھر بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں۔ اور پھر چھوٹے ہوگئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے۔ تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں، لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جارہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جارہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں اور اس طرح، اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے۔ یہ نہیں کہ ایسی اُترن جو بالکل ہی ناقابل استعمال ہو وہ دی جائے۔ داغ لگے ہوں، پسینے کی بُو آ رہی ہو کپڑوں میں سے۔ تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اور ایسے کپڑے اگر دیے جائیں تو صاف کروا کر، دھلا کر، ٹھیک کروا کر، پھر دیے جائیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہماری ذیلی تنظیمیں بھی، لجنہ وغیرہ بھی دیتی ہیں کپڑے تو جن لوگوں کو یہ چیزیں دینی ہوں ان پر یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ یہ استعمال شدہ چیزیں ہیں تاکہ جو لے اپنی خوشی سے لے۔ ہر ایک کی عزت نفس ہے، میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے اس کا بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور بہت خیال رکھنا چاہئے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

شادی پر مبارکباد اور دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شادی کرتا ہے تو رسول کریم ﷺ فرماتے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ

(سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فیما یقال للمتزوج)

اللہ تعالیٰ آپ دونوں (زوجین) پر برکتیں نازل فرمائیں اور دونوں کو حسن معاشرت عطا فرمائیں۔

اللھم بارك لھم، وبارك علیھم کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح حدیث 1906)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ترجمہ وتلخیص مدثر ظفر

سیکرٹری برڈ

بر اعظم افریقہ میں پایا جانے والا یہ بلند قامت نہایت خوبصورت شکاری پرندہ ہے۔ اس کا قد چار فٹ تک ہوتا ہے۔ لمبا قد ہونے کے باوجود اس کا وزن کافی کم ہوتا ہے جو کہ اوسطاً چار کلوگرام ہے۔ لمبی ہڈیوں اونچے قد اور وزن میں ہلکا ہونے کی وجہ سے یہ بہترین ہواباز ہوتے ہیں اور تین ہزار میٹر کی بلندی پر اڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں.

اپنے مضبوط جسم تیز چونچ اور طاقتور پنچوں اور شکار کرنے کے منفرد طریقے کی وجہ سے اسے (Killer Queen) قاتل ملکہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا شمار گوشت خور شکاری پرندوں میں ہوتا ہے اور اپنے خدوخال اور جسمانی بناوٹ کی وجہ سے عقاب اور باز کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے.

مصر سے ملنے والے قدیم آثار میں سیکٹری برڈ پتھر کی سلوں پر تحریروں کے ساتھ کندہ ہیں۔لیکن حیرت انگیز بات یہ کہ مصر میں سیکرٹری برڈ نہیں پائے جاتے۔

وجہ تسمیہ

اس کا اصل نام سیجی ٹیریس Sagittarius تھا۔ یہ نام سیکرٹری میں کس طرح بدل گیا اس بارے میں متضاد آراء پائی جاتی ہیں۔ سیجی ٹیریس ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں تیر کمان۔ تیر کے آخری سرے پرموجود پرسیکرٹری برڈ کے سر کے سیدھے کھڑے پروں سے مشابہ ہیں۔ اس کے سر پر پروں کا مشاہدہ کریں تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے تیر ٹوکری میں رکھے ہوئے ہیں اسی مناسبت سے اسے سیجی ٹیریس کہا جاتا تھا۔ ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ ایک انگلش نیچری اور ان کے سیکرٹری لکھنے کے دوران ستاتے وقت لکھنے کے لیے استعمال ہونے والے پروں والے قلم کو اپنے بالوں میں پھنسا لیتے تھے۔

اس طرح وہ اس پرندے سے مشابہ ہو جاتے تھے۔ اس نسبت سے انہیں یہ نام دیا گیا۔ نیز ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ نام عربی کے لفظ سے بگڑ کر بنا جس کے معنی شکاری پرندہ کے ہیں۔

خوراک

ان کی چونچ اور طاقتور پنجے انہیں خطرناک شکاری بنا دیتے ہیں۔ ان کی مرغوب غذاء چوہے اور بکثرت پائے جانے والے زہریلے سانپ ہیں۔ ان کے پنجوں کی ضرب سانپوں اور چوہوں کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ جیسے ہی انہیں کوئی سانپ نظر آتا ہے اس کے پاس پہنچ کر یہ پوری طاقت سے اس کے سر پر اپنا پنجہ مارتے ہیں۔ اگر پنجہ مارنے کی طاقت کو وزن میں بیان کیا جائے تو ایسے ہی ہے جیسے بیس کلو وزنی پتھر پوری قوت سے کسی چیز پر مارا جائے۔ یہ قوت ان کے جسم کے وزن سے پانچ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ضرب کتنی شدید ہوگی۔

شکار کرنے کے دوران یہ اپنے پروں اور دُم کا استعمال کرتے ہیں۔ سانپ کا پیچھا کرنے اور پکڑنے کے دوران یہ پروں کو مسلسل پھڑ پھڑاتے اور دُم کو ہلاتے رہتے ہیں تا کہ سانپ کی توجہ ان کے پنجوں اور ٹانگوں کی طرف نا جائے ورنہ سانپ ٹانگ یا پنجے پر کاٹ سکتا ہے۔ ایک تجربہ میں دیکھا گیا کہ سانپ سے سامنا ہونے کے بعد جب یہ حملہ کرتے ہیں تو ان کے ردعمل کا دورانیہ سانپ کے مقابلہ میں پندرہ ملی سیکنڈ زیادہ ہے یعنی آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ تیز۔ ان کی خوبصورت آنکھوں میں موجود جھلی حملہ کے دوران ریت اور مٹی کے ذرات سے ان کی آنکھوں کی حفاظت کرتی ہے۔

نر سیکرٹری برڈ اڑتے ہوئے مختلف قسم کے کرتب دکھاتا ہے. اگر مادہ کو یہ انداز پسند آئے تو مادہ اس نر کو بطور جیون ساتھی کے منتخب کر لیتی ہے۔ اور پھر دونوں مل کر آکیشیا نامی درخت پر بڑا سا گھونسلہ بناتے ہیں. ان کا گھونسلہ اڑھائی میٹر چوڑا ہوتا ہے جو اس جوڑے اور بچوں کے لیے کافی ہوتا ہے.

بچوں کو کھلانے کے لیے خوراک اپنے منہ میں دبا کر لاتے ہیں. باوجود اس کے کہ ان کی چونچ بہت تیز اور پنجے بہت طاقتور ہوتے ہیں جو شکار کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں لیکن حیرت انگیز طور پر ان کے پنجے اس قابل نہیں ہوتے کہ شکار کو پنجوں میں دبوچ کر لے جا سکیں جیسا کہ ان کے دوسرے رشتہ دار باز اور عقاب وغیرہ کرتے ہیں.

بچوں میں خوراک کے حصول کے لیے مقابلہ ہوتا ہے اور طاقتور بچے ہی خوراک حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں. یہی وجہ ہے کہ انڈوں سے نکلنے والے تمام بچے پروان نہیں چڑھتے اور اوسطاً چار میں سے صرف دو بچے ہی بچتے ہیں.

بچوں کی نگہداشت گھونسلے تک ہی محدود نہیں رہتی. 80 دنوں بعد بچے اڑنے لگتے ہیں اور گھونسلہ چھوڑ دیتے ہیں. لیکن والدین بچوں کے اردگرد موجود رہ کر مسلسل ان کی نگرانی کرتے ہیں. جب انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ بچے خود سے شکار کرنے کے اچھی طرح قابل ہو گئے ہیں تو بچوں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں.

بچے خود سے شکار کرنے لگتے اور جلد ہی جوڑا بنا لیتے ہیں.

طلوع وغروب آفتاب

24 اپریل 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:35	18:43
مدینہ منورہ	04:30	18:48
قادیان	04:23	19:04
ربوہ	04:03	18:43
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:20	20:14